

توہین آمیز خاگوں کا مسئلہ..... عالم اسلام کی حکمت عملی کیا ہو؟

ثروت جمال اصمعی

آزادی اظہار کے نام پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف متعصبانہ اور شرانگیز مہم، عین اس وقت شروع کی جب پوری مسلم دنیا میں اسلامی قوتیں جمہوری ذرائع سے اپنی مقبولیت ثابت کر رہی ہیں۔ مصر، فلسطین، عراق، ایران، پاکستان، بنگلہ دیش، ملائیشیا، انڈونیشیا، اردن، بحرین، سعودی عرب، ترکی اور الجزائر وغیرہ کے انتخابی تجربات اس کا کھلا ثبوت ہیں۔ خود یورپ اور امریکہ میں ہر سال ہزاروں مرد و زن حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی اسلام کے کسی جدید روشن خیال اور اعتدال پسند ایڈیشن سے متاثر ہو کر مسلمان نہیں ہوتا بلکہ یہ سب کے سب اسی پندرہ سو سال پرانے اسلام کو جوں کا توں اپناتے ہیں۔ مسلمان ہونے والی مغربی خواتین کسی چوں چراں کے بغیر ستر و حجاب کی پابندیاں خوشی خوشی قبول کرتی ہیں اور مردوں کی شکل و صورت اور معمولات زندگی ان کے دل کی تبدیلی کی شہادت دینے لگتے ہیں۔

حالات کے اس تناظر میں یکے بعد دیگرے متعدد مغربی ملکوں کے اخبارات کی جانب سے انسانیت کے محسن اعظم ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب جس کا نتیجہ لازمی طور پر دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے اندر شدید اضطراب اور اشتعال کی صورت میں برآمد ہونا تھا، پھر اس شرانگیزی اور منافرت خیزی کو ذرائع ابلاغ کا جائز حق قرار دینے پر اصرار، اسکے بعد بش بلیر اور یورپی یونین کی طرف سے اس موقف کی بڑی حد تک ہمنوائی اور حالات کی خوبی میں براہ راست شریک ڈینش وزیراعظم سے فون پر اظہار یکجہتی..... ان سب کو محض ایک سلسلہ اتفاقات باور نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تو ممکن ہے کہ اس سلسلے کا آغاز کسی طے شدہ مشترکہ منصوبہ بندی کے تحت نہ ہوا ہو لیکن بعد میں درجنوں مغربی ملکوں کی اس میں سرگرم شرکت اور ایک قطعی نامعقول موقف پر ہٹ دھرمی کے ساتھ قائم رہنا ایک سوچی سمجھی سازش ہی ہو سکتی ہے اور اس کا مقصد حالات کو بالآخر تہذیبوں کے تصادم کے اس نظریے کی عملی تکمیل تک پہنچا دیکھائی دیتا ہے جو کہ کمیونسٹ روس کے خاتمے کے بعد سے مغربی مفکر پیش کر رہے ہیں۔ اس نظریے کا خلاصہ یہ ہے کہ اب دنیا میں اسلام وہ واحد نظام حیات ہے جس سے مغربی تہذیب کو خطرہ درپیش ہے لہذا اس کی حفاظت کے لئے اسلام اور کم از کم ”سیاسی اسلام“ کے خطرے کا قلع قمع ضروری ہے۔ مسلم دنیا میں امریکہ اور اس کے مغربی اتحادیوں کی جارحانہ سرگرمیاں اسی فکر کے تابع دکھائی دیتی ہیں اور مغربی ملکوں کی جانب سے اتنی بڑی تعداد میں اور اتنے منظم انداز سے مسلمانوں کی محبوب ترین ہستی کے ہدف تضحیک بنائے جانے سے

لگتا یہی ہے کہ مغرب اور اسلام میں ٹکراؤ کی مطلوبہ منزل کو جلد سے جلد قریب لانے کی کوشش جاری ہے۔ یہ درجہ حرارت کو سیڑھی شروع کرنے اور پھر اس میں بتدریج شریک ہوتے چلے جانے والے عناصر شاید اس گمان میں مبتلا تھے کہ اس کھیل میں جیت بھی ان کی ہوگی اور ہٹ بھی۔ اس چال سے ان کا اولین مقصد تو یہی ہوگا کہ مسلم ملکوں کے اندر جمہوری ذرائع سے اپنی مقبولیت ثابت کرنے والی اسلامی قوتوں کو مشتعل کر کے تشدد پر آمادہ کیا جائے اور پھر دنیا کو بتایا جائے کہ اسلامی تحریکیں جمہوری تقاضے پورے کرنے کی اہلیت سے محروم ہیں۔ اسلام بنیادی طور پر دہشت گردی کا مبلغ تحمل و برداشت سے عاری اور جمہوری اصولوں اور آزادیوں پر مبنی مغرب تہذیب سے متصادم ہے۔ اسلامی قوتیں عالمی امن کے لئے خطرہ ہیں۔ یہ کبھی جمہوری عمل کا حصہ نہیں بن سکتیں لہذا انہیں کچلے بغیر اور ”سیاسی اسلام“ کا خاتمہ کئے بغیر دنیا میں سکون نہیں ہو سکتا۔ غالباً اسی طرح مسلم ملکوں میں مغرب کے تابعدار حکمرانوں کو بھی جمہوری سیاست میں ابھرتی ہوئی اسلامی تحریکوں کو دبانے کا ایک جواز مہیا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس سازش کے خالقوں کے پیش نظر یہ بھی یقیناً ہوگا کہ اس تدبیر سے مغرب میں قبول اسلام کے بڑھتے ہوئے رجحان کی روک تھام کی جائے اور اسلام کی طرف مائل ہونے والوں کو بتایا جائے کہ اسلام امن و آشتی اور محبت کا نہیں، بد امنی، تشدد، نفرت اور خونریزی کا علمبردار ہے اور اگر بغرض محال اسلامی تحریکیں اس شیطانی شرارت پر کوئی تند و تیز رد عمل ظاہر نہ کریں تو اس صورت میں یہ تحریکیں خود پوری دنیا میں عام مسلمانوں کے نزدیک بزدل اور بے حوصلہ قرار پائیں گی اور ان کے چڑھتے سیلاب کے آگے مسلمان عوام کے مجروح اور شکستہ جذبات کا ملبہ خود ہی باندھنے کا ذریعہ بن جائے گا۔ اس کے علاوہ بے بسی، لاچارگی اور شکست خوردگی کی کیفیت پوری دنیا کے مسلمانوں کو نفسیاتی طور پر توڑ پھوڑ کر رکھ دے گی۔ واقعات و حالات کی گواہی یہی ہے کہ اس سازش کے پس پشت یہ تمام مقاصد کارفرما تھے مگر قدرت کے منصوبے شاید کچھ اور ہیں چنانچہ چند ہفتوں کے اندر ہی یہ چال خود سازشی عناصر پر لٹی نظر آرہی ہے۔ پوری امت مسلمہ نے اس معاملے میں جس ایمانی حیثیت اور یکسوئی و یکجہتی کا مظاہرہ کیا ہے، وہ بجائے خود اسلام کے ناقابل شکست ہونے کا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ مغرب کے انتہا پسند عناصر کے متعصبانہ رویے نے ان کے رواداری اور شائستگی کے تمام دعووں کی قلعی بالکل کھول کر رکھ دی ہے۔ پھر اظہار رائے کی آزادی کے نام پر اسلام کے خلاف اشتعال انگیز کارٹونوں کی اشاعت کی، اس بھونڈی اور ناپاک مہم کو جائز ثابت کرنے کے لئے دیئے جانے والے دلائل اتنے بودے ہیں کہ اپنی تردید آپ کر رہے ہیں۔ یہ دلائل کسی معقول آدمی کو قائل کرنے کی صلاحیت سے بالکل عاری ہیں اور خود مغرب میں تنقید کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ یہ حقیقت کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے، اس واقعے سے ثابت ہے کہ خود اس مکروہ مہم کا آغاز کرنے والے اخبار جیلنڈز پوسٹن نے تین سال پہلے اپریل 2003ء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بنائے گئے کارٹون چھاپنے سے یہ کہہ کر معذرت کر لی تھی کہ اس سے قارئین کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچے گی۔ برطانوی جریدے گارجین اور نیوز ایجنسیوں کے توسط سے سات فردوری کو منظر عام پر آنے والی ایک رپورٹ کے مطابق یہ خاکے تیار کرنے والے ڈینش کارٹونسٹ کرستوفر میلر نے خود یہ داستان بیان کی ہے۔ اس کے بقول حضرت عیسیٰ کے دوبارہ زندہ کئے جانے کے حوالے

سے بنائے گئے اس کے چند بے ضرر اور پر لطف خاکوں پر اسے اخبار کے میگزین ایڈیٹر کی جانب سے یہ جواب دیا گیا کہ ”میں نہیں سمجھتا کہ جیلنڈر پوسٹن کے قارئین ان خاکوں سے محظوظ ہوں گے۔ اسکے بجائے میری رائے میں یہ عملاً اشتعال اور شور شرابے کا سبب بنیں گے۔ اس لئے میں انہیں استعمال نہیں کروں گا۔“ اس واقعے کے سامنے آجانے سے یہ حقیقت پوری طرح بے نقاب ہو گئی ہے کہ مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے والے کارٹونوں کا آزادی اظہار سے ہرگز کوئی تعلق نہیں بلکہ مغرب کے اپنے معیارات کی رو سے ہرگز کوئی تعلق نہیں بلکہ مغرب کے اپنے معیارات کی رو سے یہ ایک دانستہ اشتعال انگیزی اور گھناؤنی سازش ہے اور آزادی صحافت کے نام پر اس کا دفاع کھلی منافقت اور ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اسی صورتحال کا نتیجہ ہے کہ خود مغرب کے دیاندار اہل علم اور قلم کار برعکس اس طرز عمل کی مذمت کر رہے ہیں۔ بعض اخبارات نے اس حرکت پر معافی بھی مانگی ہے جبکہ عام لوگوں میں انتہا پسند اور متعصب سازشی عناصر کے رویے پر سوچ بچار کے ساتھ ساتھ اسلام کے بارے میں جستجو کی ایک نئی اور طاقتور لہر نے جنم لیا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اہل مغرب تک اسلام کا درست تعارف پہنچانے کا ایک سنہری موقع مسلمانوں کو فراہم کر دیا ہے۔ اب یہ ہم مسلمانوں کا کام ہے کہ ہم اس سے کیسے اور کتنا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وقت کا تقاضا ہے کہ عالمی اسلامی تحریکیں اور اس مقصد کے لئے اچھی طرح سوچ سمجھ کر ایک مشترکہ حکمت عملی ترتیب دیں اور پھر پورے اہتمام سے اسے بروئے کار لائیں۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغرب کی متعصبانہ مہم نے دنیا کے سامنے اسلام کا درست تعارف پیش کرنے کا جو سنہری موقع مسلمانوں کو فراہم کر دیا ہے اس سے فائدہ اٹھانے کے حوالے سے سب سے پہلی بات تو یہی ہے کہ اسلام سے کھلے بغض پر مبنی اس مہم کے خلاف خود مسلمانوں کا طرز احتجاج اسلام کے تعارف کا اولین ذریعہ ہے۔ اگر یہ پوری طرح اسلامی احکام کے تابع ہو تو غیر جانبدار لوگوں ہی کے نہیں بدترین مخالفین کے دلوں کو جیتنے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ اس حوالے سے مکمل ہدایات قرآن و سنت میں موجود ہیں اور اسلامی تحریکوں کی قیادتوں اور علمائے کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی انہیں ملحوظ رکھیں اور مسلم عوام کو بھی ان سے آگاہ کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ علمی و فکری میدانوں اور ابلاغ کے محاذ پر اسلامی قوتوں کی جانب سے عالمی سطح پر منظم اور مربوط جدوجہد انتہائی ضروری ہے جس کا کافی الوقت تقریباً فقدان نظر آتا ہے۔ ایسے چوٹی کے چند مسلمان اسکالر جو قرآن و سنت کی حقانیت پر پورا اعتماد رکھتے ہوں، جن کا قلب و ذہن دونوں مسلمان ہوں اور جو اسلام کے بارے میں کسی معذرت خواہی کا شکار نہ ہوں، اگر صرف اس کام کے لئے فارغ کر دیئے جائیں کہ وہ اسلام کے خلاف نت نئی شکلوں میں آئے دن کئے جانے والے پروپیگنڈے کا جدید ذہن کے مطابق اطمینان بخش جواب دیں گے، روزمرہ حالات و واقعات اور معاملات و مسائل کے حوالے سے تحقیق و تجزیے کا کام کریں گے، انسانیت کے لئے اسلام کے دعوت اور پیغام کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق پیش کریں گے، مغربی تہذیب نے انسانیت کے لئے جو سنگین مسائل پیدا کئے ہیں ان کی نشاندہی کر کے اسلام کی روشنی میں ان کا حل سامنے لائیں گے..... تو اسلام کے دفاع اور ابلاغ کا ایک مستقل نظام وجود میں آ سکتا ہے۔ جدید اصطلاح میں اسے مسلم

مغرب نے اپنے مخصوص مقاصد کے لئے اسلام اور عالم اسلام پر کام کرنے والے بے شمار تھنک ٹینک بنا رکھے ہیں لیکن اسلامی دنیا میں بین الاقوامی سطح پر ایسا کوئی ادارہ فعال دکھائی نہیں دیتا۔ اس کی کوہلا تاخیر پورا کیا جاتا ہے۔ یہ کام حکومتوں سے کہیں بہتر انداز میں اسلامی تحریکیں کر سکتی ہیں۔ اس کے لئے جو جذبہ، ولولہ اور بصیرت درکار ہے وہ سرکاری دربار کے وابستگان کے بس کی بات نہیں۔ اس ادارے کو سرکاری مصلحتوں اور سرخ فیتے کا شکار ہونے سے بچانے کے لئے وسائل بھی مسلم دنیا کے اہل خیر کو فوجی طور پر فراہم کرنے چاہیں۔ جو امت پوری دنیا میں جہادی تحریکوں کی مالی سرپرستی کر سکتی ہے اس کے لئے اپنے چند اہل علم کو فکری محاذ پر لڑنے کے لئے دنیاوی فکروں سے فارغ کر دینا یقیناً مشکل نہیں ہے۔ بس ضرورت اس جانب توجہ دینے کی ہے۔ جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی کے سبب اب دنیا کے کونے کونے کے لوگ ایک دوسرے سے آسانی اور ہمہ وقت مربوط رہ سکتے ہیں اور علمی و فکری کام کے لئے باہمی تبادلہ خیال اور مشاورت میں جغرافیائی فاصلے قطعاً حائل نہیں رہے ہیں۔

اسلام پر دہشت گردی، خواتین کے حقوق، اقلیتوں سے بدسلوکی، انسانی حقوق کی پامالی وغیرہ کے حوالے سے جو حملے مغرب کے فکری مورچوں سے آئے دن ہوتے رہتے ہیں، ان کا جواب دینے کے لئے اسلامی دنیا کے علمی جرائد کے خصوصی نمبر پورے عالم اسلام کے اہل علم و دانش کے تعاون سے شائع کئے جانے چاہئیں۔ ان کا دشوں کی حیثیت بھی محض دفاعی نہیں ہونی چاہئے بلکہ مغرب کے سیکولر نظام سیاست اور سرمایہ دارانہ معیشت کے ہاتھوں انسانیت..... غربت اور بے روزگاری، ارتکاز دولت، امیر اور غریب کے درمیان بڑھتے ہوئے فاصلوں، سودی نظام کی تباہ کاریوں، آزادی نسواں کے نام پر عورت کے بدترین استحصال اور ایسے ہی جن دوسرے مصائب میں مبتلا ہے..... ان خصوصی شماروں میں ان کا مکمل تجزیہ بھی کیا جائے اور اسلام ان مسائل سے کس طرح نمٹ سکتا ہے، اس بارے میں مکمل تجزیہ بھی کیا جائے اور اسلام ان مسائل سے کس طرح نمٹ سکتا ہے، اس بارے میں مکمل رہنمائی بھی فراہم کی جائے۔ یہ کام بھی اسلامی تحریکیں ہی بہتر طور پر کر سکتی ہیں۔ اس کے لئے اچھی منصوبہ بندی کی جائے، بنیادی موضوعات اور ان کے ذیلی عنوانات کا تعین اچھی طرح سوچ سمجھ کر کیا جائے، پھر یہ مصنوعات موزوں ترین افراد کے لئے مختص کئے جائیں اور مواد کی فراہمی میں بھی پورا تعاون کیا جائے، تو بہت اچھی کاوشیں منظر عام پر لائی جاسکتی ہیں۔ لکھنے والوں کو کسی بھی زبان میں لکھنے کی آزادی حاصل ہونی چاہیے اور ان کی تحریروں کا بعد میں ترجمہ کرانے کا مناسب بندوبست کیا جانا چاہیے۔ اصل دستاویز عربی، اردو، انگریزی، کسی بھی زبان میں منظر عام پر لائی جاسکتی ہے مگر بعد میں اس دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں ترجمہ کر کے شائع کرنے کا اہتمام ہوتا ہے۔ پاکستان میں شوسلزم کے خلاف یہ کام اسلامی قوتوں نے انتہائی مؤثر انداز میں کیا تھا۔ انسانیت دشمن مغربی سرمایہ داری کے خلاف بھی علمی و فکری جہاد وقت کی آواز ہے۔ اسلام اور مادہ پرستی میں براہ راست جنگ شروع ہو چکی ہے اور اسے جیتنے کے لئے بارود سے زیادہ دلیل کی قوت درکار ہے۔ اور الحمد للہ دلیل کے میدان میں اسلام کا کوئی

مد مقابل نہیں۔ ضرورت صرف اللہ کے پیغام کو درست طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ہے۔ اسلامی تحریکوں کا سیاسی جدوجہد اور جہادی کاوشوں کے ساتھ ساتھ اس محاذ پر بھی پوری طرح سرگرم ہونا ضروری ہے۔

ابلاغ کے محاذ پر اسلام کی جنگ لڑنے کے لئے جدید ذرائع ابلاغ سے بھرپور کام لیا جانا انتہائی ضروری ہے۔ اس کی بہت کم وقت میں اور بہت تھوڑے وسائل کے ساتھ روئے عمل لائی جاسکے والی ایک تدبیر ویب سائٹس کی ہے۔ فی الوقت عالم اسلام کی کوئی نمائندہ ویب سائٹ انٹرنیٹ پر موجود نہیں ہے۔ عالمی اسلامی تحریکیں یا ہی تعاون اور مشاورت سے یہ کام بھی کر سکتی ہیں۔ تاہم اسلام کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے اور اس کے بارے میں کئے جانے والے گمراہ کن پروپیگنڈے کا بروقت ازالہ کرنے کے لئے، ایک ایسا نئی وی چینل بھی اسلامی قوتوں کو قائم کرنا چاہیے جس کے ذریعے واقعات کو ان کے صحیح رنگ میں دنیا کے سامنے لایا جائے اور وقت کے مسائل پر اسلام کا موقف دو ٹوک اور بے لاگ انداز میں پیش کیا جائے۔ اس چینل کی نشریات کم از کم تین زبانوں یعنی اردو، عربی اور انگریزی میں ہونی چاہئیں۔ احتجاجی مظاہروں، مصنوعات کا بائیکاٹ اور سفارتی تعلقات کا خاتمہ وغیرہ جیسے اقدامات کی بلاشبہ اپنی افادیت ہے لیکن دور رس نتائج کے لئے ٹھوس اور پائیدار حکمت عملی ناگزیر ہے جس کے چند نکات اس سلسلہ تحریر میں پیش کئے گئے۔ تاہم اس سمت میں فوری اقدامات وقت کی ناگزیر ضرورت ہیں اور عالمی اسلامی قوتوں کو اسے اپنی اولین ترجیحات میں شامل کرنا چاہیے۔

☆.....☆.....☆

طلباء اور اساتذہ کے لئے عظیم خوشخبری

علم الصرف کا انسائیکلو پیڈیا
مستثنیٰ بہ

الاصول والاصناف فی الصرف

الفوائد والاصناف فی الصرف

888

آج ہی طلب کریں

مطلبا اور اساتذہ کے لئے عظیم خوشخبری

علم الصرف کا انسائیکلو پیڈیا
مستثنیٰ بہ

الاصول والاصناف فی الصرف

الفوائد والاصناف فی الصرف

888

آج ہی طلب کریں

رسالہ

مقدمہ ارشاد صرف مکمل ہو مصل

صرف کتب باب صرف بیخ ترجمہ اردو مکمل

قوانین ارشاد کی تحلیل از ادبی اور مطبعی مسائل کے ساتھ

مشکلات سمیت تمام احکام کی مکمل صرف و کتب کتبہ باجماع و ائمہ و مجتہدین

تقریباً 1800 کل صفحات پر آئی و احکامی صنفیات کا کارآمد و ذخیرہ

مستند و وزن اور قانون کی مشاعرے کے ساتھ

مشکل بیٹوں کی تعلیمات حاشیہ پر

رمز اظہار و صحت اعراب کی کتب پر روشنی

دیگر حاشیہ صنفیہ

جامعہ المعقول والمنقول استاد العلماء

حضرت مولانا محمد اشرف شاہ صاحب

رئیس جامعہ اشرفیہ مانکوٹ

مطلبا اور اساتذہ کے لئے عظیم خوشخبری

علم الصرف کا انسائیکلو پیڈیا
مستثنیٰ بہ

الاصول والاصناف فی الصرف

الفوائد والاصناف فی الصرف

888

آج ہی طلب کریں

جامعہ المعقول والمنقول استاد العلماء

حضرت مولانا محمد اشرف شاہ صاحب

رئیس جامعہ اشرفیہ مانکوٹ

رسالہ

مقدمہ ارشاد صرف مکمل ہو مصل

صرف کتب باب صرف بیخ ترجمہ اردو مکمل

قوانین ارشاد کی تحلیل از ادبی اور مطبعی مسائل کے ساتھ

مشکلات سمیت تمام احکام کی مکمل صرف و کتب کتبہ باجماع و ائمہ و مجتہدین

تقریباً 1800 کل صفحات پر آئی و احکامی صنفیات کا کارآمد و ذخیرہ

مستند و وزن اور قانون کی مشاعرے کے ساتھ

مشکل بیٹوں کی تعلیمات حاشیہ پر

رمز اظہار و صحت اعراب کی کتب پر روشنی

دیگر حاشیہ صنفیہ

جامعہ المعقول والمنقول استاد العلماء

حضرت مولانا محمد اشرف شاہ صاحب

رئیس جامعہ اشرفیہ مانکوٹ

رسالہ

مقدمہ ارشاد صرف مکمل ہو مصل

صرف کتب باب صرف بیخ ترجمہ اردو مکمل

قوانین ارشاد کی تحلیل از ادبی اور مطبعی مسائل کے ساتھ

مشکلات سمیت تمام احکام کی مکمل صرف و کتب کتبہ باجماع و ائمہ و مجتہدین

تقریباً 1800 کل صفحات پر آئی و احکامی صنفیات کا کارآمد و ذخیرہ

مستند و وزن اور قانون کی مشاعرے کے ساتھ

مشکل بیٹوں کی تعلیمات حاشیہ پر

رمز اظہار و صحت اعراب کی کتب پر روشنی

دیگر حاشیہ صنفیہ

جامعہ المعقول والمنقول استاد العلماء

حضرت مولانا محمد اشرف شاہ صاحب

رئیس جامعہ اشرفیہ مانکوٹ